© rasailojaraid.com

مقدّمہ

ملّتِ اسلامیہ

سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ جو جماعت اسلامی نظامِ خلافت کا دعویٰ لے کر اٹھتی ہے وہ خود کن صفات سے متصف ہونی چاہیے؟ اس کی وضاحت سورۂ شوریٰ کی مندرجہ ذیل آیات میں ملتی ہے جو مکّی دور کے آخر میں نازل ہوئیں۔ ارشاد باری ہے:-

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ (۴۲ / ۳۶-۳۹)

اور جو خدا کے ہاں ہے وہ بہتر اور قائم رہنے والا ہے ان لوگوں کے لیے جو:-

(۱) ایمان لائے (یعنی اللہ، اس کے رسول اور یوم حساب پر)

(۲) اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

(۳) بڑے گناہوں اور بےحیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔

(۴) جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں (آپس میں ایک دوسرے کو)

(۵) اپنے رب کا فرمان قبول کرتے ہیں۔

(۶) نماز قائم کرتے ہیں۔

(۷) اپنے معاملات باہمی مشورہ سے[1] طے کرتے ہیں (جس میں امیر کا انتخاب بھی شامل ہے)

---

[1] مندرجہ بالا آیات میں باہمی مشورت کی اہمیت تو اس بات سے ہی واضح ہو جاتی ہے کہ اس سورت کا نام ہی "شوریٰ" رکھا گیا ہے لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ "امرھم شوریٰ بینھم" کے الفاظ اقاموا الصلوٰۃ اور ومما رزقنٰھم ینفقون کے درمیان ہیں۔ تو کیا جس طرح آج کل "مشاورت" کے پہلوؤں پر غور کیا جا رہا ہے ہمارے سیاسی رہنماؤں کو کبھی یہ توفیق بھی نصیب ہوئی کہ وہ نماز اور زکوٰۃ کے جملہ پہلوؤں پر غور فرما کر ان پر عمل پیرا ہونے کی بھی تلقین فرمائیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۸) جو مال ہم نے انھیں دیا اس میں خرچ کرتے ہیں (زکوٰۃ اور اس کے علاوہ بھی)

(۹) جب ان پر ظلم و تعدی ہو تو (مناسب طریقے سے) بدلہ لیتے ہیں (اغیار سے)

جب تک کسی امیر کو ایسی صفات کی حامل جماعت میسر نہ آئے، اسلامی انقلاب نہیں لایا جا سکتا۔ حتیٰ کہ ایک نبیؑ جو اسلامی انقلاب لانے کے لیے اللہ کی طرف سے مامور ہوتا ہے ایسی جماعت کے بغیر اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا نبیؑ ایسے اوصاف کی حامل جماعت خود تیار کرتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی مہربانی سے ایسی جماعت میسر آگئی تو ایسا انقلاب برپا کرنے میں کامیاب ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو جب ایسے اوصاف کی حامل جماعت مہیا نہ ہو سکی تو انقلاب برپا نہ ہو سکا۔ اور ان کی قوم مدتوں بھٹکتی پھری۔

اس کے بعد اس جماعت میں وہ لوگ بھی شامل ہو سکتے ہیں جو بعد میں اسلام قبول کریں۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان میں مضبوط ہوں، نماز قائم کرتے ہوں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہوں بحوجب ارشاد باری تعالیٰ:۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ (۹/۱۱)

پھر اگر توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو تمھارے دینی بھائی ہیں۔

یعنی تین باتیں (ایمان، نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی) ہیں جو کسی فرد کو ایک اسلامی مملکت میں شہریت کے حقوق عطا کرتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللہ (مسلم، کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس)

ترجمہ: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں۔ یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیں۔ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اگر وہ یہ شرائط تسلیم کر لیں تو ان کی جانیں محفوظ ہو جائیں گی الا یہ کہ وہ اسلام کے کسی حق کے تحت وہ اس حفاظت سے محروم کر دیے جائیں رہا ان کے باطن کا حساب تو وہ اللہ کے ذمہ ہے۔

وجہ یہ ہے کہ ایک مسلمان شہری پر اللہ کا سب سے پہلا حق نماز ہے اور دوسرے مسلمانوں کا حق زکوٰۃ ہے نماز کے متعلق تو واضح الفاظ میں حضور اکرمؐ نے فرمایا:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من ترك الصلوٰة متعمداً فقد كفر (متفق علیہ)

جس نے عمداً نماز چھوڑی، اس نے کفر کیا۔

اور زکوٰۃ کی عدم ادائیگی بھی دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتی ہے جس کی دلیل اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نامساعد حالات کے باوجود مانعین زکوٰۃ کے خلاف لشکر کشی کی تھی۔

ملّی وحدت

ایسے اوصاف سے متصف جماعت بھی صرف اسی صورت میں مثبت نتائج پیدا کر سکتی ہے جب کہ یہ خوب منظم ہو۔ اتحاد کو ہر قیمت پر برقرار رکھے اور انتشار سے محفوظ رہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا (۳/۱۰۳)

اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔

ملی وحدت تین عناصر سے عبارت ہے، جماعت۔ امیر اور فرد۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

لا اسلام الا بالجماعة، ولا جماعة الا بالامير، ولا امير الا بالسمع والطاعة۔

ترجمہ: جماعت کے بغیر اسلام کی سربلندی ناممکن ہے اور امیر کے بغیر جماعت متحد نہیں رہ سکتی اور امیر کی امارت اس وقت تک بارآور نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہر شخص اس کا حکم سن کر اس کی بات نہ مانے۔

اب اس ملی وحدت کو برقرار رکھنے کے لیے ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیے:۔

ملت اسلامیہ کا خلیفہ ایک ہی شخص ہو سکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اذا بويع الخليفتين فاقتلوا الآخر منهما (مسلم، کتاب الامارة والقضاء)

ترجمہ: جب دو خلیفوں کی بیعت ہونے لگے تو بعد والے کو قتل کر دو۔

اور فقہائے امت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ اگر ایک ہی وقت (بغیر تقدیم و تاخیر) دو خلیفوں کا انتخاب واقع ہو تو دونوں کا انتخاب کالعدم قرار پائے گا اور نئے سرے سے خلیفہ کا انتخاب ہوگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امیر کی اطاعت اور جماعت سے وابستگی

ارشاد باری ہے:۔
اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (نساء)

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پھر حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔

"اولی الامر" سے خلیفہ کے علاوہ وہ دوسرے تمام حکام بھی مراد ہیں جو شوریٰ انتظامیہ یا عدلیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ملی وحدت سے متعلق اب ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیے:۔

۱۔ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصی امیری فقد عصانی (بخاری۔ کتاب الاحکام)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے میرے مقرر کیے ہوئے حاکم کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے گویا میری نافرمانی کی۔

۲۔ عن عبد اللہ بن عمر یقول کنا نبایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ یقول لنا فیما استطعتم (مسلم۔ کتاب الامارۃ باب البیعۃ علی السمع والطاعۃ۔ بخاری)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم سننے اور فرمانبرداری کرنے کی شرط پر بیعت کرتے تھے۔ آپ ہمیں کہتے: اپنی استطاعت کے مطابق (یا مقدور بھر تمہیں سمع وطاعت لازم ہے)

۳۔ عن عرفجۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اتاکم و امرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ (مسلم۔ کتاب الامارۃ والقضاء)

ترجمہ: عرفجہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے اگر تمہارے معاملات کسی ایک شخص پر اکٹھے ہوں پھر کوئی شخص تمہاری قوت کو توڑنے یا تمہاری جماعت میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرے تو اسے قتل کر دو۔

۴۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج من الطاعۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وفارق الجماعة ثم مات، مات ميتة جاهلية (مسلم، كتاب الامارة)

ترجمہ: ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی امیر کی اطاعت سے نکلا اور جماعت سے الگ ہوا، پھر مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

امیر اگر نسل کے لحاظ سے کہتر یا شکل کے لحاظ سے بدصورت ہو تو بھی اس کی اطاعت بدستور واجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۵- ان أمّر عليكم عبد مجدّع يقودكم بكتاب الله فاسمعوا له واطيعوا (مسلم، ايضا)

ترجمہ: اگر تم پر نکٹا غلام بھی امیر بنا دیا جائے تو جب تک وہ تمہیں اللہ کے احکام کے مطابق چلاتا ہے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

ایسے امیر کے احکام کی ہر حال میں ـــ تنگی یا آسانی، وہ احکام رعایا کو پسند ہو یا ناپسند ـــ اطاعت واجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۶- السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب وكره مالم يؤمر بمعصية واذا امر بمعصية فلا سمع ولا طاعة (متفق عليه) (بخاری کتاب الاحکام)

"ہر مسلمان پر سننا اور طاعت کرنا لازم ہے خواہ وہ حکم اسے پسند ہو یا ناپسند جب تک کہ وہ گناہ کا حکم نہیں دیتا۔ اور اگر وہ گناہ کا حکم دے تو پھر نہ اس کی بات سنو نہ اطاعت کرو۔"

اور عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ:-

۷- بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة في العسر واليسر والمنشط والمكره (متفق عليه) (بخاری کتاب الاحکام)

"ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سننے اور اطاعت کرنے کی شرط پر بیعت کی خواہ اس میں تنگی ہو یا آسانی، خوشی کی صورت ہو یا ناخوشی کی (ہر حال میں اطاعت امیر فرض ہے)"

اگر امام بداعمال ہو جائے تو بھی اس کی اطاعت لازم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۸- يكون عليكم أمراء تعرفون وتنكرون فمن انكر فقد برئ ومن كره فقد سلم ولكن من رضى وتابع، قالوا افلا نقاتلهم؟ قال: لا، ما صلّوا" اى من كره بقلبه وانكر بقلبه (مسلم- ايضاً)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"تم پر ایسے امیر ہوں گے جو اچھے کام بھی کریں گے اور برے بھی تو جس نے انکار کیا (کھل کران کی برائی بیان کی) وہ بری ہوا اور جس نے (دل سے) برا جانا وہ محفوظ رہا مگر جو شخص راضی ہوگیا اور ان کے پیچھے چل پڑا (وہی قابل مواخذہ ہے) صحابہؓ نے عرض کیا "کیا ہم ایسے امیروں سے جنگ نہ کریں؟ فرمایا: نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے ہیں۔"
یعنی جس شخص نے دل سے مکروہ سمجھا اور انکار کیا۔

اگر امیر اپنے حقوق تو رعایا سے پورے وصول کرے لیکن رعایا کے حقوق پورے نہ کرے تو بھی اس کی اطاعت لازم ہے۔ وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ سلمہ بن یزید جعفی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:۔

۹- یانبی اللہ! ارایت ان قامت علینا امراء یسئلونا حقھم ویمنعونا حقنا فما تامرنا قال اسمعوا واطیعوا فانما علیھم ما حُمّلوا وعلیکم ما حملتم (مسلم۔ ایضا)

"اے اللہ کے نبی! اگر ہم پر ایسے امیر مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق تو مانگیں لیکن ہمیں ہمارا حق نہ دیں تو ایسی صورت میں ہمارے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا:
"ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ ان کی ذمہ داری کا وبال ان پر ہے اور تمہاری ذمہ داری (سمع وطاعت) کا تم پر۔"
نیز فرمایا:۔

۱۰- من رائی من امیرہ شیئاً یکرھہ فلیصبر فانہ لیس احد یفارق الجماعۃ شبراً فیموت الامات میتۃً جاھلیۃ (متفق علیہ) (بخاری۔ کتاب الاحکام)

"جو شخص اپنے امیر میں ناپسندیدہ فعل دیکھے تو چاہیے کہ صبر کرے کیونکہ جو کوئی جماعت سے بالشت بھر بھی جدا ہوا اور مر جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"
نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

۱۱- عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من خرج من الطاعۃ وفارق الجماعۃ فمات مات میتۃ جاھلیۃ ومن قاتل تحت رایۃ عمیۃ یغضبُ العصبیۃ او یدعوا الی عصبیۃ او ینصر عصبۃ فقُتِل فقتلۃٌ جاھلیۃ (مسلم کتاب الامارۃ باب ملازمہ جماعۃ المسلمین)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :- جو شخص امیر کی اطاعت سے اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہوا - پھر مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور جو شخص کسی اندھے نشان کے تحت لڑائی کرے - تعصب کے لیے غصہ دلائے یا تعصب کے لیے بلائے ، یا تعصب کے لیے مدد کرے پھر قتل کیا جائے تو وہ بھی جاہلیت کی موت مرا۔"

امام چونکہ مقتدر اعلیٰ ہستی نہیں ہوتی بلکہ وہ صرف قرآن وسنت کے احکام کے نفاذ پر مامور ہوتا ہے لہٰذا اس کی اطاعت اسی حد تک واجب ہے جب تک کہ وہ قرآن وسنت کے مطابق ہو اور اگر مخالف ہو تو اس کی اطاعت قطعاً واجب نہیں ہے۔ ارشاد نبوی ہے :-

۱۲- لا طاعة فی معصیة انما الطاعة فی المعروف (متفق علیه)

"خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں۔ اطاعت صرف بھلائی کے کاموں میں ہے۔"

اسی مضمون کی دوسری حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں :-

۱۳- لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق (شرح السنة)

"اللہ کی نافرمانی کا معاملہ ہو تو کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔"

اس ایک بات کے علاوہ امیر کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے۔

ملی وحدت کی اہمیت

ماحصل یہ ہے کہ امیر کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے۔ وہ غلام ہو، بدصورت ہو، کہتر ذات کا ہو، خود فاسق ہو۔ رعایا کے حقوق پورے نہ کرتا ہو، سب کچھ گوارا ہے مگر ملی وحدت میں تشتّت و انتشار کسی قیمت پر گوارا نہیں ہے۔ ہاں اگر لوگوں کو قرآن وسنت کے خلاف حکم دے تو گویا امارت کا مقصد ہی فوت ہوگیا اور ایسی حکومت اسلامی حکومت ہی نہیں رہتی اس صورت میں اس کی کوئی اطاعت نہیں۔ اس صورت میں وہی شوریٰ جس نے اسے منتخب کیا اس کے معزول کرنے کا بھی حق رکھتی ہے۔

ملت اسلامیہ کے لیے امام کے بغیر ایک لمحہ بھی گزارنا ناقابل برداشت ہے۔ وفات النبیؐ کے بعد اسی دن جب انصار نے خلافت کا قصہ شروع کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ اور دوسرے اکابر صحابہؓ کو فوری طور پر ادھر توجہ مبذول کرنا پڑی جب کہ ابھی تجہیز و تکفین کا کام باقی تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات سے پہلے ہی حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا۔ حضرت عمرؓ نے چھ رکنی کمیٹی بنائی اور ساتھ ہی یہ تاکید فرمائی کہ تین دن کے اندر اندر خلیفہ کا انتخاب لازمی ہوگا۔

© rasailojaraid.com